آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی، سال دوم، جون 2017 پرچہ اِسلامیات کے ای مارکنگ نکات

تعارف:

یہ دستاویز (SSC-II) اسلامیات کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے مرتّب کی گئی ہے۔ اِس میں جماعت دہم کے امتحانات سے ملنے والے طلبہ کے جوابات پر تاثرات شامل ہیں جو طلبہ کی خوبیوں اور کمزوریوں کو اُجاگر کرتے ہوئے جوابات کے معیار کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اساتذہ اور طلبہ کو اس بات سے واقف ہونا چاہیے کہ ممتحن تعلیمی نصاب کے حوالے سے سوال اس طریقے سے پوچھ سکتا ہے جس میں امیدوار کو نصابی تعلیم کے دوران فراہم کی جانے والی معلومات، فہم اور مہارتوں پر مبنی جواب دینا ہوتے ہیں۔ امیدوار کو اس بات کی آگہی ہونی چاہیے کہ وہ جواب تحریر کرتے وقت سوال کے کل نمبرات اور دی گئی خالی سطور کو مدِ نظر رکھے۔ ایک طویل مگر غیر متعلقہ جواب زیادہ نمبروں میں اضافے کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ سوالات حل کرنے کے لیے مطلوبہ وقت میں کمی واقع ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔

امیدواروں کو آغا خان یونیورسٹی ایگزامنیشن بورڈ کے سلیبس میں دیے گئے کلماتِ امریہ (command words) سے واقفیت ہونی چاہیے جو عام طور پر امتحانی سوالات میں استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لازمی نہیں کہ امتحان کا ہر سوال کسی کلمۂ امریہ سے شروع ہو۔ مثلاً سوالات "کیوں"، "کیسے" یا "کس حد تک" جیسے الفاظ استعمال کر کے بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

ای۔مارکنگ نوٹس:

اس رپورٹ میں طالبِ علموں کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طالبِ علموں کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توضیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات سے متعلق ہیں جن کی ایک ایک یا دو دو مثالیں یہاں بطور نمونہ دی گئی ہیں۔

ایس ایس سی II (جماعت دہم) کا اسلامیات لازمی پیپر II چھے سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر 1 کے دو جُز (الف اور ب) ہیں جو نصاب میں شامل قرآن کے حصے سے لیے گئے ہیں۔ سوال نمبر 2 (جو کہ احادیث پر مشتمل ہے) کے بھی دو جُز (الف اور ب) ہیں۔ سوال نمبر 3 اور 4 موضوعاتی مطالعے سے لیے گئے ہیں اور سوال نمبر 5 مسلم ثقافتوں سے لیا گیا ہے۔ جبکہ سوال نمبر 6 ERQ یعنی تفصیلی جواب کا سوال ہے۔ اس پرچے میں CRQs اور ERQs کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت جانچی جاتی ہے۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1:

(الف) اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں لے پالکوں کے لیے کیا احکام بیان کیے ہیں؟ کوئی دو احکام تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے جوابات صاف اور واضح انداز میں تحریر کیے۔ وضاحت بھی کی کہ اللہ تعالیٰ نے لے پالک یعنی منہ بولے بیٹوں کے بارے میں کیا احکام فرمائے ہیں۔ مثلاً کچھ طلبہ نے لکھا کہ

1۔ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی اور کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے سے وہ حقیقت میں تمہارا بیٹا نہیں بن جاتا۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب انہیں بلاؤ تو اُن کے حقیقی باپوں کے نام سے بلاؤ۔ انھیں اُن لوگوں کا بیٹا کہہ کر نا بلاؤ۔ جنھوں نے ان کو پالا ہے۔

3۔ اگر تمھیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہیں ہے۔ تو پھر تمہارے دینی بھائی ہیں اُنھیں بھائی یا دوست کہہ کر پکارو۔

4۔ گھر کی عورتوں کو چاہیے کہ ان سے پردہ کریں۔

5۔ وراثت میں بھی ان کا کوئی حق (حصّہ) نہیں ہوتا۔ البتہ پالنے والا اگر اپنی جائیداد میں سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

ایسے اور اس ہی طرح کے جوابات سامنے آئے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلبہ نے سورۂ احزاب کو پڑھا اور سمجھا ہے۔

مثال نمبر1:

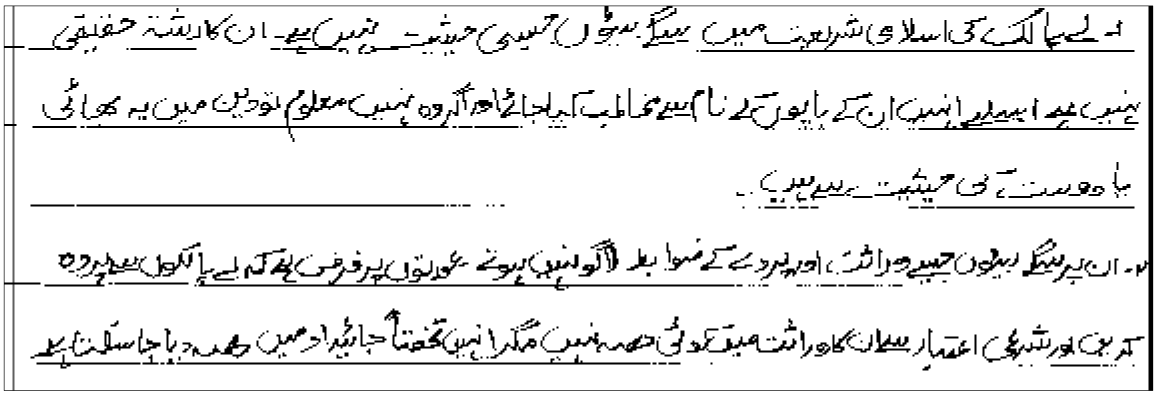

۱۔ لے پالک کی اسلامی شریعت میں سگے بچوں جیسی حیثیت نہیں ہے۔ ان کا رشتہ حقیقی
نہیں ہے اسی لیے انہیں ان کے باپوں کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے اور اگر وہ نہیں معلوم تو دین میں یہ بھائی
یا دوست کی حیثیت رکھتے ہیں۔
۲۔ ان پر سگے بیٹوں جیسی وراثت، اور پردے کے علاوہ بلد (اگر وہ نہیں ہوتے عورتوں پر فرض ہے کہ لے پالک سے پردہ
کریں اور نہ ہی اعتبار سے ان کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں مگر انہیں تحفتاً جائیداد میں حصہ دیا جا سکتا ہے

مثال نمبر2:

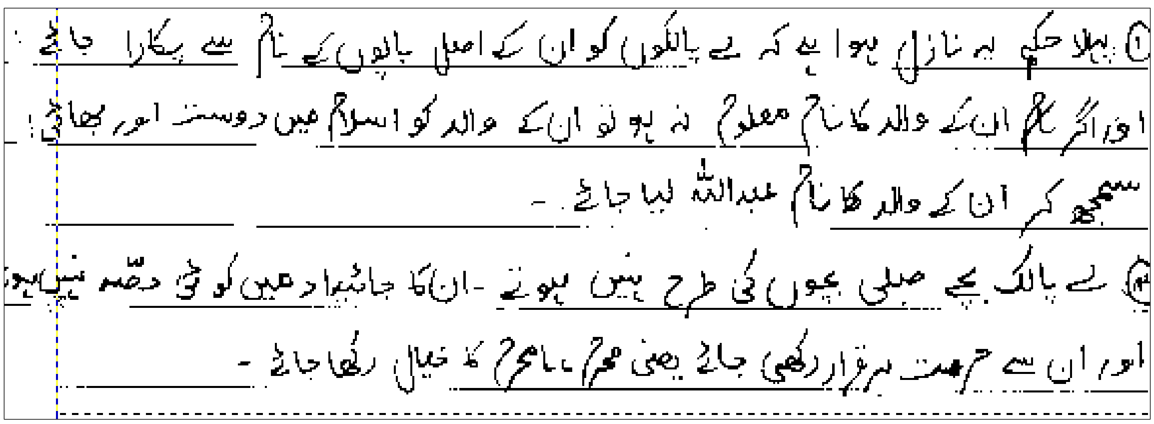

① پہلا حکم یہ نازل ہوا ہے کہ لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارا جائے
اور اگر کسی کو ان کے والد کا نام معلوم نہ ہو تو ان کے والد کو اسلام میں دوست اور بھائی
سمجھ کر ان کے والد کا نام عبداللہ لیا جائے۔
② لے پالک بچے صلبی بچوں کی طرح نہیں ہوتے۔ ان کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہو
اور ان سے حرمت برقرار رکھی جائے یعنی محرم نامحرم کا خیال رکھا جائے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ نے اصل جواب سے بالکل ہٹ کر جوابات تحریر کیے جو سوال کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ کوئی نکتہ بھی درست تحریر نہیں کیا گیا۔ ۔مثلاً

- لے پالکوں کو نماز پڑھنا چاہیے۔
- آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درورد وسلام بھیجیں۔
- اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔
- ضرورت مندوں کی مدد کریں۔

اس طرح کے نکات تحریر کرکے جواب مکمل کیے گئے۔ جو اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ان طلبہ کی معلومات ناقص ہیں۔

مثال نمبر1:

• بے پابکوں کو چاہئیے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ وعلہ وسلم پر درود سلام بھیجیں۔

• بے پابکوں کو چاہئیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کریں۔

مثال نمبر2:

ایک مسلمان انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز پڑھے اور آداب کرے

دوسری بات یہ کہ ایک انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی بات لوگوں میں پھیلانا تاکہ لوگوں دوسرے لوگوں کی مدد کرے

سوال نمبر1:

(ب) غزوۂ احزاب کے دوران آزمائش کی گھڑی میں اہلِ ایمان اور منافقین کے طرزِ عمل پر دو دو نکات تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے اس سوال کو بہ خوبی سمجھا اور اپنی معلومات کی روشنی میں وہ تمام باتیں مکمل اور صحیح انداز میں تحریر کیں ، جو اس سوال کا تقاضہ ہے۔ ہر نکتہ سوال کے عین مطابق تحریر کیا۔ مثلاً اکثر طلبہ نے تحریر کیا۔

- جنگ میں ثابت قدم رہنا، اللہ تعالیٰ پر بھرپور بھروسا رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے جنگ لڑنا، اہل ایمان کا طرز عمل ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، جنگ میں ثابت قدم نہیں رہ سکے، اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کر سکے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے، یہ منافقین کا طرزِ عمل ہے۔

- طلبہ نے بہتر طریقے سے اہل ایمان اور منافقین کے طرز عمل کا موازنہ پیش کیا۔ اور سوال کو سمجھ کر اپنی معلومات جو سورۃ احزاب سے متعلق ہیں اُن کا بھرپور استعمال کیا اور بہترین جواب تحریر کیے۔

مثال:

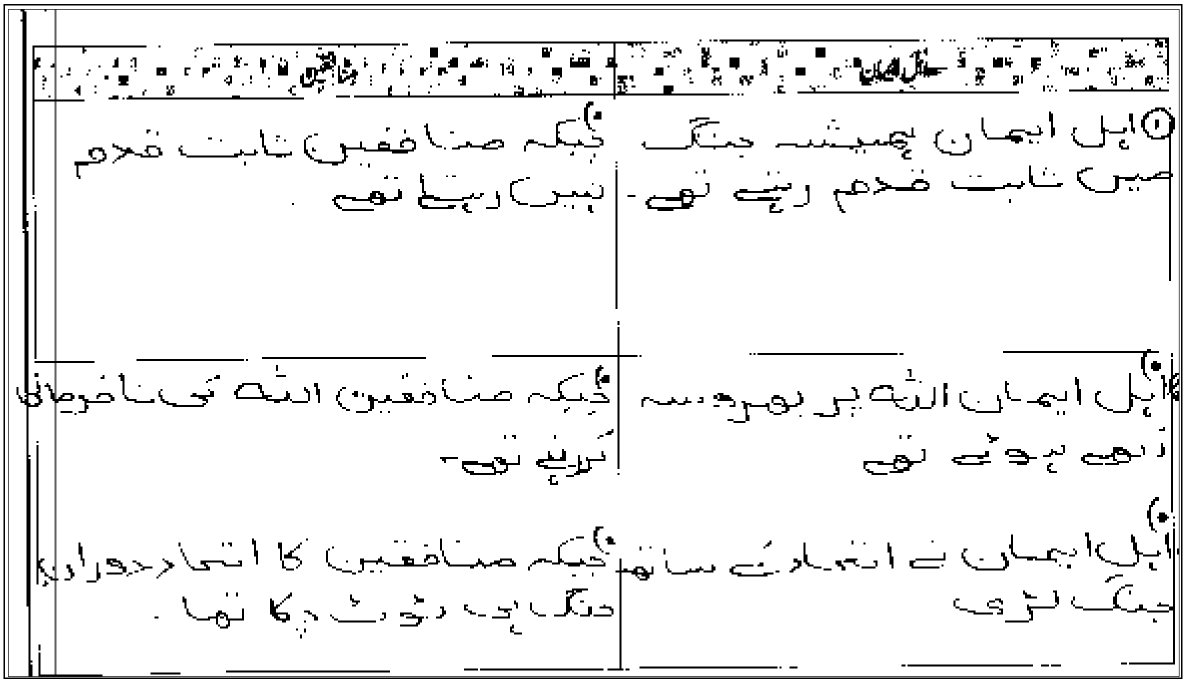

اہل ایمان	منافقین
(1) اہل ایمان ہمیشہ جنگ میں ثابت قدم رہتے تھے۔	(1) جبکہ منافقین ثابت قدم نہیں رہتے تھے۔
(2) اہل ایمان اللہ پر بھروسہ رکھے ہوئے تھے	(2) جبکہ منافقین اللہ کی نافرمانی کرتے تھے۔
(3) اہل ایمان نے انصار کے ساتھ جنگ لڑی	(3) جبکہ منافقین کا اتحاد دوران جنگ ہی ٹوٹ چکا تھا۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد نے سوال کے مطابق جواب تحریر نہیں کیا کچھ طلبہ سوال کے مطابق ایک نکتہ بھی تحریر نہ کر سکے۔ مثلاً اہلِ ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچائیں اور منافقین اس مشکل گھڑی میں اہلِ خانہ کا ساتھ دیں۔ جو سوال سے بالکل مختلف جواب ہے۔

مثال:

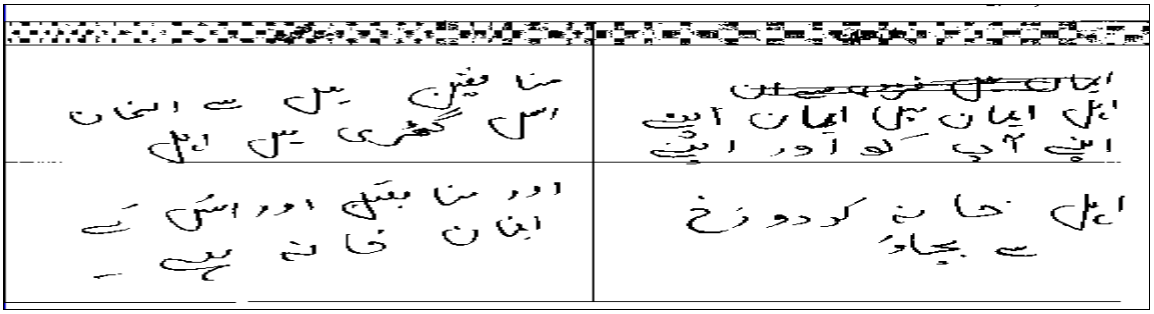

سوال نمبر2:

(الف) احادیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہِ وسلم کی روشنی میں نماز کی اہمیت واضح کرتے ہوئے **چار** نکات تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بخوبی سمجھا اور حدیث کے مطابق اپنے جوابات تحریر کیے ۔ ایسے جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے حدیث کو سمجھا اور اس کا بہ غور مطالعہ کیا ہے۔ طلبہ کی کثیر تعداد نے تحریر کیا کہ

- نماز ہر مسلمان پر فرض قرار دی گئی۔
- نماز سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔
- اپنے گناہوں کی معافی اور استغفار کا موقع ملتا ہے۔
- دوسرے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کا موقع ملتا ہے۔
- ایک دوسرے کی پریشانیوں میں ساتھ دینے کا موقع ملتا ہے۔
- نماز کے اوقات مقرر کیے گئے۔ وقت کی پابندی کی عادت ہوتی ہے۔

مثال:

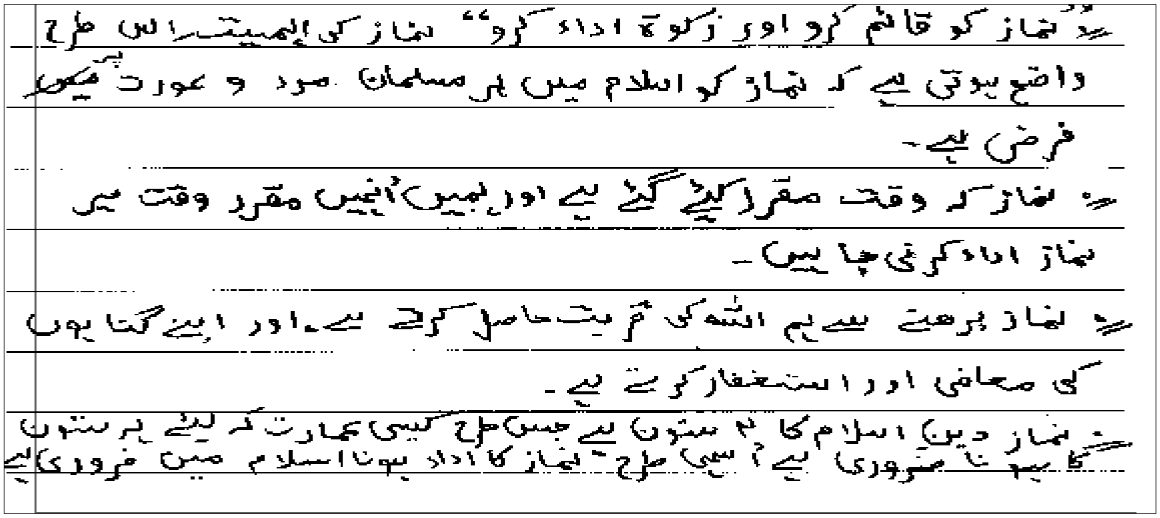
"نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو" نماز کی اہمیت اس طرح
واضح ہوتی ہے کہ نماز کو اسلام میں ہر مسلمان مرد و عورت پر
فرض ہے۔
نماز کے وقت مقرر کیے گئے ہے اور ہمیں انہیں مقرر وقت میں
نماز ادا کرنی چاہیں۔
نماز پڑھتے ہیں ہم اللہ کی قربت حاصل کرتے ہے۔ اور اپنے گناہوں
کی معافی اور استغفار کرتے ہے۔
نماز دین اسلام کا ستون ہے جس طرح کسی عمارت کے لیے ہر ستون
کا ہونا ضروری ہے اسی طرح نماز کا ادا ہونا اسلام میں ضروری ہے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث کو سمجھا گیا اور نہ ہی سوال کو سمجھا گیا ہے۔ غیر متعلقہ نکات تحریر کر دیے گئے۔ جو پوچھے گئے سوال سے مطابقت نہیں رکھتے۔ محض جواب کی جگہ کو پُر کرنے کے لیے یہ جوابات تحریر کیے جو کچھ طلبہ کی ناقص معلومات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کچھ طلبہ نے تو صرف ایک لائن لکھنا ہی کافی سمجھا۔

کچھ طلبہ نے لکھا کہ

- نماز پڑھتے وقت دوسروں کے کام نہیں کرتے۔
- نماز پڑھنے کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے۔
- ہر وقت نماز پڑھنی چاہیے۔ وغیرہ

مثال:

نماز کے وقت پر نماز پڑھے۔

نماز کے وقت دوسرا کام نہیں کرے۔

نماز کے وقت وہ تو دوسرا لوگوں کو

ساتھ نماز پڑھئے۔

نماز کے وقت پڑھنے پر مسلمان کو

ضروری ہے۔

نماز کے وقت جھوری نہ کرنا

کرتے جس سے اللہ تعالیٰ ﷺ تم بستر نہ کرے

سوال نمبر2:

(ب) جمعے کے خطبے کے دوران ہمیں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟ کوئی دو نکات تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

زیادہ تر طلبہ نے اس سوال کے جوابات حدیث کی روشنی میں سوال کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے تحریر کیے جن سے طلبہ کی معلومات کی عکاسی ہوتی ہے۔ حدیث کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر تحریر کیا گیا کہ جمعے کے خطبے کے دوران کسی بھی قسم کی بات کرنا سخت منع ہے۔ اس دوران کسی کو بات کرنے سے روکنے کے لیے ہاتھ کا اشارہ ہی کافی ہے۔ خطبے کی آواز کم سنائی دینے پر بھی خاموش رہیں۔ کسی کو کچھ منع کرنا ہو تو زبان کی بجائے ہاتھ کے اشارے سے منع کریں۔

لہٰذا جوابات مفصّل اور حدیث کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تحریر کیے گئے جوابات کا متن عمدہ اور سوال کے عین مطابق ہے۔

مثال:

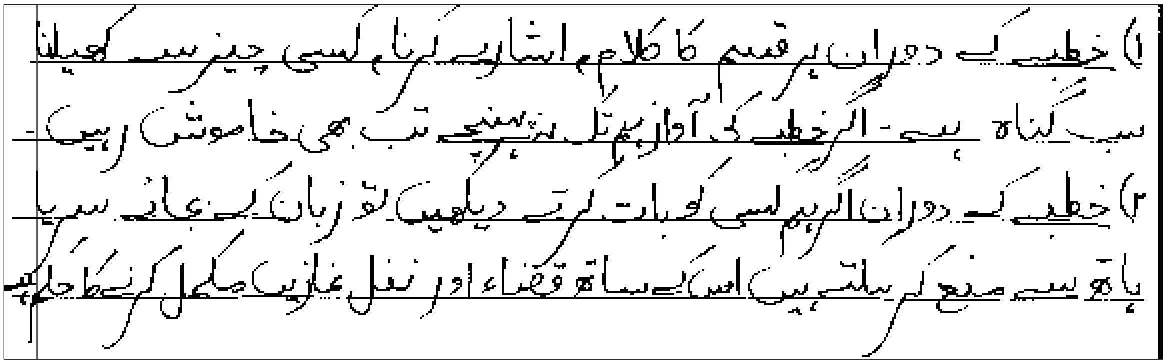
۱) خطبے کے دوران ہر قسم کا کلام، اشارہ کرنا، کسی چیز سے کھیلنا
سب گناہ ہے۔ اگر خطبے کی آواز ہم تک نہ پہنچے تب بھی خاموش رہیں۔
۲) خطبے کے دوران اگر ہم کسی کو بات کرتے دیکھیں تو زبان کے بجائے سر یا
ہاتھ سے منع کر سکتے ہیں اس کے ساتھ قضاء اور نفل نمازیں مکمل کرنے چاہیے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد کے جوابات اس بنا پر کمزور قرار پائے کہ اُن میں طلبہ نے حدیث کے معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر جوابات تحریر کیے۔ مثلاً جمعے کے خطبے کا خیال رکھنا چاہیے۔ وقت پر نماز پڑھیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، وغیرہ۔ جبکہ سوال کے متعلق کوئی درست نکتہ نہیں لکھ سکے۔

مثلاً لکھا گیا۔

- خطبے کا خیال رکھنا چاہیے۔
- خطبے میں سونا نہیں چاہیے۔
- وقتاً فوقتاً نماز پڑھنا چاہیے۔
- اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے۔
- صبح اُٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے۔ وغیرہ

مثال:

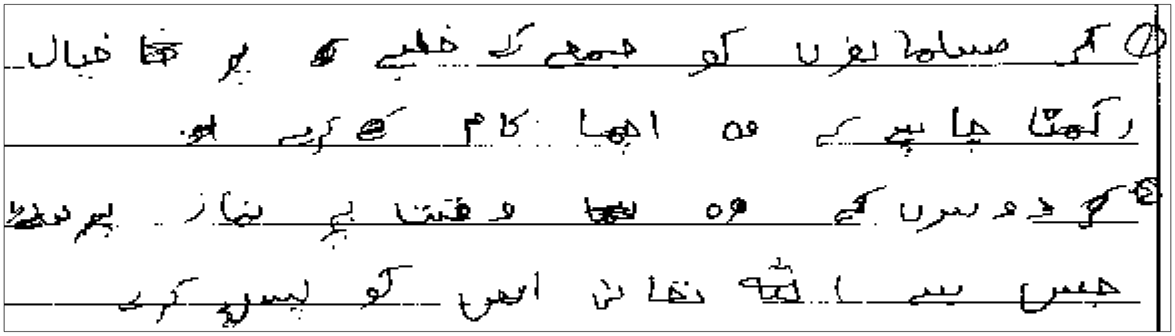

سوال نمبر3:

مکہ سے مدینہ ہجرت کے نتیجے میں مسلمانوں کو جو آسانیاں حاصل ہوئیں ان میں سے کوئی **چار** تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے سوال کو بخوبی سمجھا اور اپنی معلومات کے مطابق عمدہ جوابات تحریر کیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ کی موضوع سے متعلق بہتر تفہیم ہے اور ہجرت سے متعلق تمام باتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جوابات تحریر کیے گئے۔ جو سوال کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ مثلاً تحریر کیا کہ

- مسلمانوں کے لیے دینی تعلیمات کو حاصل کرنا آسان ہو گیا۔
- ہجرت سے مسلمان دنیائے اسلام کی طرف آئے۔
- مسلمان آزادی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے قابل ہوئے۔
- اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔
- اسلام کی تعلیمات بآسانی پھیلنے لگیں۔
- مسلمانوں کو عبادت اور تبلیغ دین کے مواقع آزادی سے میسر آئے۔
- مسلمانوں کی منافقین سے جان چھوٹی۔
- دینی اعمال میں آزادی ملی۔

مثال:

مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے نتیجے میں مسلمانوں کو بہت سی آسانیاں حاصل ہوئیں ۔
(i) مسلمان جو پستی کی حالت میں تھے ان کے مالی حالات بہتر ہو گئے
(ii) کفار کے مظالم سے مسلمانوں کو آزادی ملی ۔
(iii) مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کرنے کی آزادی ملی
(iv) مسلمان طاقتور ہو گئے ۔
(v) مسلمانوں کو منافقین سے جان چھوٹی

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جس نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات لکھے ہیں۔ مثلاً ہجرت کے فوائد کے بجائے ہجرت کے اسباب اور غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور غیبی مدد اور دوران ہجرت کے حالات بتائے گئے، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال کو سمجھا نہیں گیا اور اپنے طور سے جوابات تحریر کیے گئے۔

مثال:

• ہجرت کے دوران مدینہ میں مسلمانوں کے لیے کھانے پانی کے انتظامات لگائے گئے ہوتے۔
• کھانے کا خوب بہتر انتظام کیا گیا تھا تاکہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ ہو ۔
• رات کو سونے کے لیے چادروں اور بستروں کا انتظام کیا گیا تھا تاکہ مسلمان آرام کر سکیں ۔
• سفر کے دوران سب کو روٹی اور پانی تھی اور ہر ضرورت کا سامان پہنچایا جا رہا تھا۔

سوال نمبر4:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زوجین (میاں اور بیوی) کے حقوق و فرائض کی وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بہتر طور پر سمجھ کر اس کا جواب تحریر کیا ہے۔ کچھ طلبہ نے بہترین الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے بہتر جوابات تحریر کیے ہیں۔ نصاب سے ہٹ کر اپنی عملی زندگی میں اس کا اطلاق ضروری سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جواب بہت بہتر اور عمدہ لکھے گئے ہیں۔ جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے اپنے مشاہدے اور تجربے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے نکات تحریر کیے ہیں۔ مثلاً لکھا کہ

- میاں کی غیر موجودگی میں بیوی کو چاہیے کہ اس کے گھر کی حفاظت کرے۔
- میاں کو چاہیے کہ بیوی کی ضروریات کو پورا کرے۔
- بیوی کے نان نفقے کی فکر کرے۔
- بچوں کی تعلیم و تربیت میں بیوی کا ساتھ دے وغیرہ

ایسے نکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مضمون کے متعلق طلبہ کو صحیح معلومات حاصل ہیں۔

مثال:

اسلامی تعلیمات میں میاں کے حقوق بیوی کے فرائض ہیں اور بیوی کے حقوق میاں کے فرائض

میاں کے حقوق (بیوی کے فرائض)	بیوی کے حقوق (میاں کے فرائض)
★ شوہر کی غیر موجودگی میں اسکے گھر کی حفاظت کرنا	★ بیوی کو حق مہر دینا شوہر کا سب سے بنیادی فرض ہے
★ اولاد کی اچھی تربیت کرنا	★ نان ونفقہ دینا شوہر پر فرض ہے
★ شوہر کی عزت کرنا	★ بیوی کا حق ہے کہ اسے شوہر کے گھر میں عزت ملے
★ شوہر کے لیے تیار ہونا اور بناؤ سنگھار کرنا	★ بیوی کی ضروریات سے زندگی کو پورا کرنا
★ شوہر کا حق ہے کہ بیوی اسکے کمائے ہوئے مال کو صحیح انداز سے خرچ کرے	★ بیوی کا حق ہے کہ شوہر گھر کے کاموں میں اور اولاد کی تربیت میں ہاتھ بٹائے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت کم تعداد نے اس سوال کا جواب نہیں لکھا۔ اور جن کم طلبہ نے جواب لکھا سوال سے بالکل ہٹ کر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ نے اس سوال کو غور سے پڑھا ہی نہیں ہے لہٰذا اس سے متعلق ان کی معلومات ناقص ہیں۔ مثلاً لکھا کہ

- میاں بیوی ایک دوسرے کی خدمت کریں۔
- میاں بیوی کو اپنے بچوں پر توجہ دینی چاہیے۔
- بچوں کو تعلیم دلانا چاہیے۔
- خود بھی ورزش کریں اور بچوں کو بھی سکھائیں۔ وغیرہ

یہ اور اس طرح کے مختلف نکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبا سوال کو سمجھ نہیں سکے اور جواب تحریر کر دیا جو کہ ناقص جواب کے زُمرے میں آتا ہے۔

مثال نمبر1:

عائلی زندگی سے مراد خاندانی زندگی جس میں میاں اور بیوی
اور ان دونوں کے ملنے سے جو نسل پیدا ہوتی ہے وہ ہے اولاد تو میاں اور
بیوی بن جاتے ہیں ماں باپ اور ان کی اولاد یہ ہے عائلی زندگی۔ اس
میں میاں اور بیوی کا رشتہ بہت اہم ہے کہ اگر میاں اپنی بیوی
کو پورا سہولیات فراہم کرتا ہے اور وہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتی
ہے تو یہ رشتہ کامیاب رہے گا اور بیوی بھی اپنے میاں کی خدمت
کرتی ہے۔ تو اس سے زوجین کا جو رشتہ ہے بڑا کامیاب اور خوشگوار
گزرے گا۔ میاں اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق فرائض انجام دینے ہیں

مثال نمبر2 :

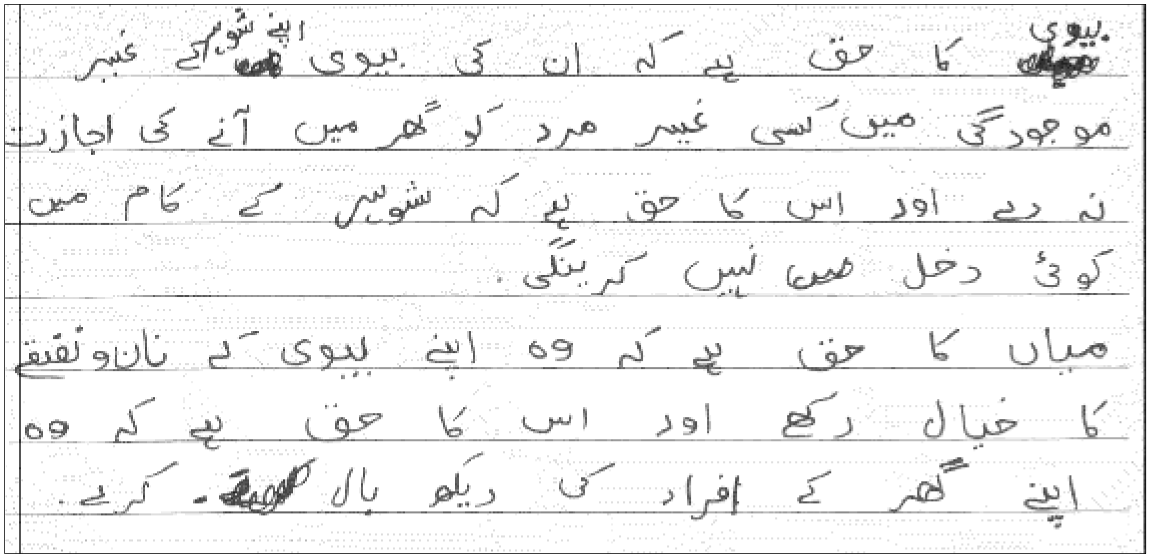

بیوی کا حق ہے کہ ان کی بیوی اپنے شوہر کے غیر
موجودگی میں کسی غیر مرد کو گھر میں آنے کی اجازت
نہ دے اور اس کا حق ہے کہ شوہر کے کام میں
کوئی دخل نہیں کریگی.
میاں کا حق ہے کہ وہ اپنے بیوی کے نان و نفقے
کا خیال رکھے اور اس کا حق ہے کہ وہ
اپنے گھر کے افراد کی دیکھ بال کرے.

سوال نمبر5:

ایک طالبِ علم کو قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ کوئی سے **چار** نکات تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت کے تحریر کردہ جوابات واضح اور مکمل ہیں۔ قومی یکجہتی کا احاطہ کرتے ہوئے جوابات تحریر کیے گئے ہیں۔ طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کا عمدہ اظہار ان کے تحریر کردہ جوابات میں نظر آتا ہے۔ سوال کو سمجھ کر طلبہ نے اپنی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے بہتر جوابات تحریر کیے ہیں۔ مثلاً

- دوسرے صوبوں کے ساتھ کھیلوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- دوسرے صوبوں کے متعلق معلومات حاصل کریں۔
- حصولِ علم اور فروغِ علم کے لیے دوسرے صوبوں میں جانا چاہیے۔
- ملکی وفاداری، ملک کے لیے بھلائی کی سوچ رکھے۔
- بیرونی ملکوں میں پاکستان کی عزت اور وقار کا خیال رکھے۔
- اپنی سوچ کو ہر قسم کے تعصّبات سے بالاتر رکھے۔

مثال:

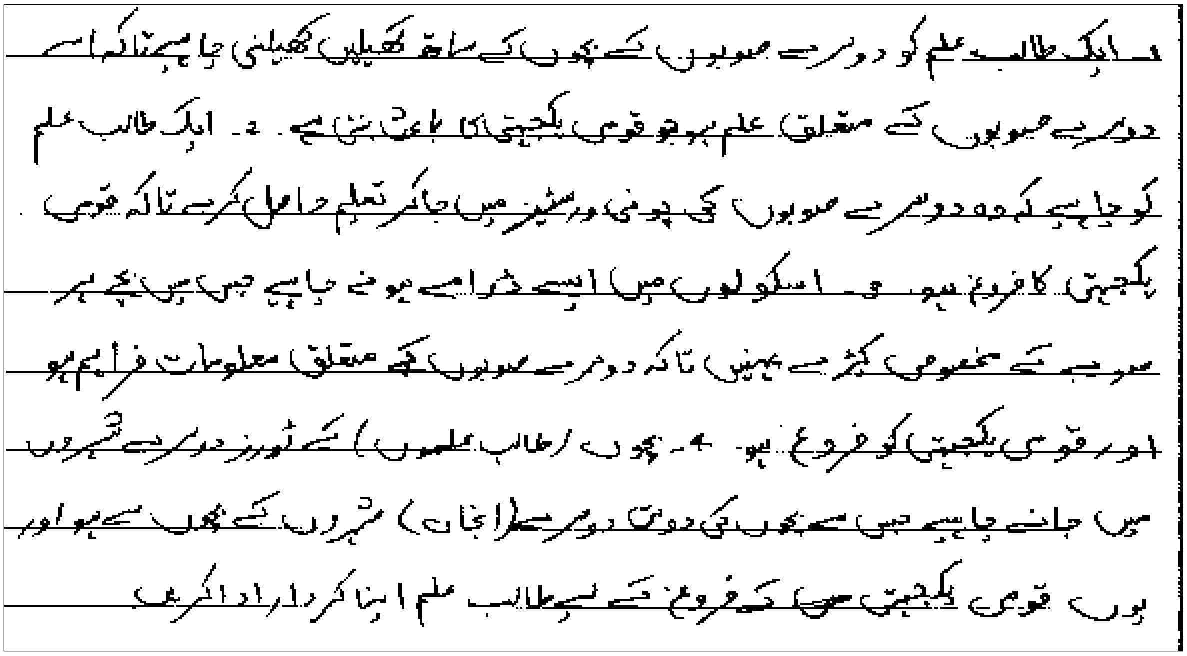
۱۔ ایک طالب علم کو دوسرے صوبوں کے بچوں کے ساتھ کھیلیں کھیلنی چاہیے تاکہ اسے
دوسرے صوبوں کے متعلق علم ہو جو قومی یکجہتی کا باعث بنتی ہے۔ ۲۔ ایک طالب علم
کو چاہیے کہ وہ دوسرے صوبوں کی یونیورسٹیز میں جاکر تعلیم حاصل کرے تاکہ قومی
یکجہتی کا فروغ ہو۔ ۳۔ اسکولوں میں ایسے ڈرامے ہونے چاہیے جس میں بچے ہر
صوبے کے مخصوص کپڑے پہنیں تاکہ دوسرے صوبوں کے متعلق معلومات فراہم ہو
اور قومی یکجہتی کو فروغ ہو۔ ۴۔ بچوں / طالب علموں کے ٹورز دوسرے شہروں
میں جانے چاہیے جس سے بچوں کی دوستی دوسرے (انجان) شہروں کے بچوں سے ہو اور
یوں قومی یکجہتی میں کے فروغ کے لیے طالب علم اپنا کردار ادا کریں۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے جوابات میں جو معلومات درج کی گئی ہیں وہ انتہائی ناقص معلومات ہیں۔ لکھتے ہیں۔

- اچھی طرح پڑھ کر قومی یکجہتی کو اپنائیں۔
- محلے کی کمیٹیوں کو یکجہتی برقرار رکھنے کا مشورہ دیں۔
- مختلف مذاہب کے لوگوں کو اسلام قبول کرائیں۔
- ملک کی ترقّی کے لیے کام کریں اور یکجہتی کے لیے اپنی ہر چیز دیں۔

مثال:

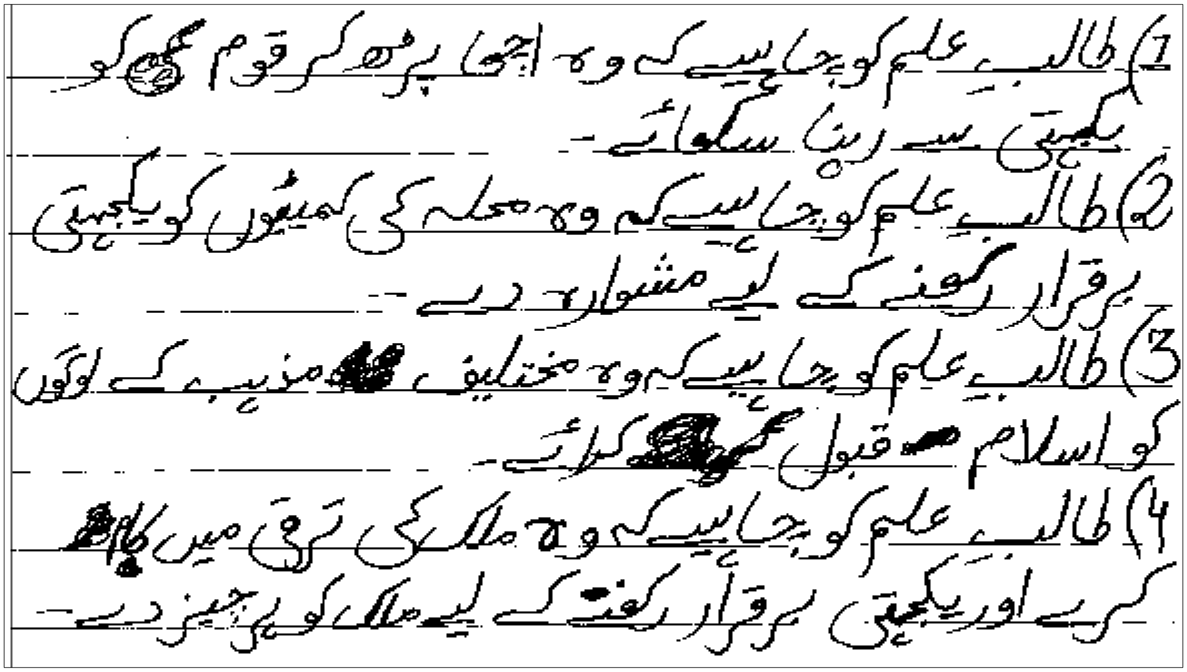

1) طالب علم کو چاہیے کہ وہ اچھا پڑھ کر قوم کو
یکجہتی سے رہنا سکھائے۔
2) طالب علم کو چاہیے کہ وہ محلہ کی کمیٹوں کو یکجہتی
برقرار رکھنے کے لیے مشورہ دے۔
3) طالب علم کو چاہیے کہ وہ مختلیف مذہب کے لوگوں
کو اسلام قبول کرائے۔
4) طالب علم کو چاہیے کہ وہ ملک کی ترقی میں کام
کرے اور یکجہتی برقرار رکھنے کے لیے ملک کو ہی جہیز دے۔

سوال نمبر6:

(الف)

i۔ ' صبر اور شُکر ' سے کیا مراد ہے؟

ii۔ صبر اور شُکر کے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر کیا اثرات مرتّب ہوتے ہیں؟ **چار** نکات میں جائزہ لیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے بڑی فصاحت سے سوال کے متن کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بہترین جواب تحریر کیے جن میں شکر کی اہمیت بتانے کے ساتھ اس کے اثرات کو بھی بہتر انداز میں نکات کی صورت میں بیان کیا ہے اور عملی زندگی میں اس کے اطلاق اور ترغیب کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سوال کے جوابات بہتر انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔ اس پر اپنی رائے کا اظہار بڑی عمدگی سے کیا ہے۔ مثلاً لکھا کہ

- صبر کا مفہوم ہے ناخوش گوار حالات میں ثابت قدم رہنا۔
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔ اور ان کا صحیح استعمال کرنا۔
- قرآنی آیت کا ترجمہ بھی تحریر کیا گیا۔ " تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو، میں اور زیادہ دوں گا۔ "
- شکر ادا کرنا دراصل بندگی کا حق ادا کرنا ہے۔
- ایک صحت مند اور پر سکون معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔
- معاشرہ ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔
- معاشرے کے تمام لوگ امن و سکون کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

مثال:

(الف) صبر سے برداشت کرنے کے اس کا مفہوم ہے کہ ناخوشگوار حالت میں ثابت
قدم رہنا اور اللہ پر بھروسہ رکھنا۔ جبکہ شکر کے معنی ہیں کہ کسی کے احسانات و عنایات
کا اس کی تعریف کرنا، اس کا احسان ماننا اور دل سے اس کا شکریہ ادا کرنا۔ صبر میں
انسان مصیبت، صدمے اور ناخوش گوار حالات میں برداشت، ثابت قدمی اور بردباری
سے کام لیتا ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے۔

(ب) صبر اور شکر کے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات درج ذیل ہیں:
(1) جب انسان اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور اس کا صحیح طریقے سے استعمال
کرتا ہے تو اللہ اس کی نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے "تم میرا
شکر ادا کرو میں تمہیں اور دوں گا" (2) جب لوگ مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں تو دوسری قومیں ان پر غالب
نہیں آتی۔ لیکن اگر مصیبت کے وقت میں کوئی قوم مایوسی، کم ہمتی اور بے صبری کا مظاہرہ
کرتی ہیں تو دوسری اقوام اس پر غالب آجاتی ہے۔
(3) جب انسان مصیبت پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرتا ہے تو وہ بندگی کا حق پورا کرتا
کر لیتا ہے اسے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور وہ اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شمار

ہو جاتا ہے اور آخرت میں اسکے بہت بڑا درجہ ملتا ہے اور وہ آخرت میں کامیاب ہو جاتا
(4) جب ایک معاشرے میں سب لوگ صبر و شکر سے کام لیتے ہیں تو یہ ایک صحت مند اور
پُرسکون و راحت معاشرے کو تشکیل دیتا ہے۔ جس میں زور و شور سے اللہ کی نعمتو

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے غیر واضح جواب تحریر کیا اور ' صبر وشکر ' کے بارے میں کوئی جملہ تحریر نہیں کیا۔ صرف صبر کی تعریف تحریر کی اور شکر کی تعریف لکھی وہ بھی غیر واضح اور نامکمل۔ مثلاً شکر کی تعریف میں لکھا گیا کہ اس سے مراد انسان کا خوش رہنا ہے۔

صبر و شکر کے اثرات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

صبر و شکر نہ کرنے والوں کو سزا ملے گی۔

اُن سے کوئی بات نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ بندہ ہو گا۔

مثال:

صبر سے مراد برداشت ہے ۔ برداشت کرنے اور اطمینان سے کام لینا۔

شکر سے مراد کہ ہر حال میں خوش رہنا کہ ہمیں مطلب کہ ہمیں اللہ نے جو بھی دیا ہے اس پر شکر کرنا۔

اثرات :

- اگر ہم صبر اور شکر نہیں کریں گے تو آخرت میں ہمیں اس کی سزا ملے گی۔
- کوئی بھی ہم سے بات نہیں کرے گا۔
- ہم پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔
- صبر کرنے والوں کو اللہ بھی پسند کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ صبر و شکر نہیں کرے گا تو اللہ بھی اس کو نہ

سوال نمبر6:

(ب) ترجمہ:" اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچاؤ۔"

وہ کون سے طریقے ہیں جنھیں اختیار کر کے والدین اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ سے بچاسکتے ہیں؟

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے سوال کو سمجھ کر بہتر انداز میں خاندان کو گناہوں / دوزخ سے بچانے کے بارے میں تحریر کیا ہے، ساتھ ساتھ اپنے خاندان کو دوزخ سے بچانے کے طریقے بھرپور انداز میں تحریر کیے ہر نکتہ دوسرے نکتے سے مختلف ہے اور حدیث نبوی کا مفہوم بھی تحریر کیا ۔ تین نکات کے ذریعے اپنے خاندان کو دوزخ سے بچانے کی اہمیت کی وضاحت بھی کی گئی۔ مثلاً لکھا گیا کہ

- اعلیٰ تعلیم، اچھی تربیت اور اچھی جگہ شادی کر کے اولاد کو پر سکون زندگی دی جاسکتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نا کریں۔
- ان سے نرمی اور محبت کا رویہ اختیار کرے۔
- اگر اولاد کی کوئی بات بری لگے تو بھی اولاد کو معاف کر دینا چاہیے۔
- اچھی اور اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کریں۔
- گناہوں سے محفوظ رکھیں۔

مثال نمبر1:

والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کے حقوق ادا کریں جس کے ذریعہ وہ
اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔

1) اولاد کو زندہ رکھ کر: والدین کا اولین فرض ہے کہ اولاد کو زندہ رکھیں۔ اللہ نے فرمایا: "اپنی
اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو تم کو بھی ہم رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔"

2) اچھی تعلیم دے کر: اپنی اولاد کو اچھی تعلیم دے کر والدین اپنا بہت بڑا فرض پورا کرتے
ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

3) اچھی طرح تربیت کر کے: والدین جب اپنی اولاد کی اچھی طرح تربیت کرتے ہیں اور ان کو بڑوں
اور چھوٹوں کا ادب کرنا سکھا دیتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو اور اولاد کو دوزخ سے بچا لیتے ہیں۔

4) اولاد سے حسن سلوک اور برابری کا سلوک کر کے: اپنی تمام اولاد کے ساتھ ایک جیسا
محبت کا رویہ اپنا کر وہ اپنی اولاد کو کسی آزمائش کا سبب بننے سے بچا لیتے ہیں۔

5) اولاد کے لیے دعا مانگ کر: والدین کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اپنی اولاد کی کامیابی کی دعا
مانگیں تاکہ وہ دنیا میں نیک اور اچھے اعمال بجا لائیں۔

مثال نمبر2:

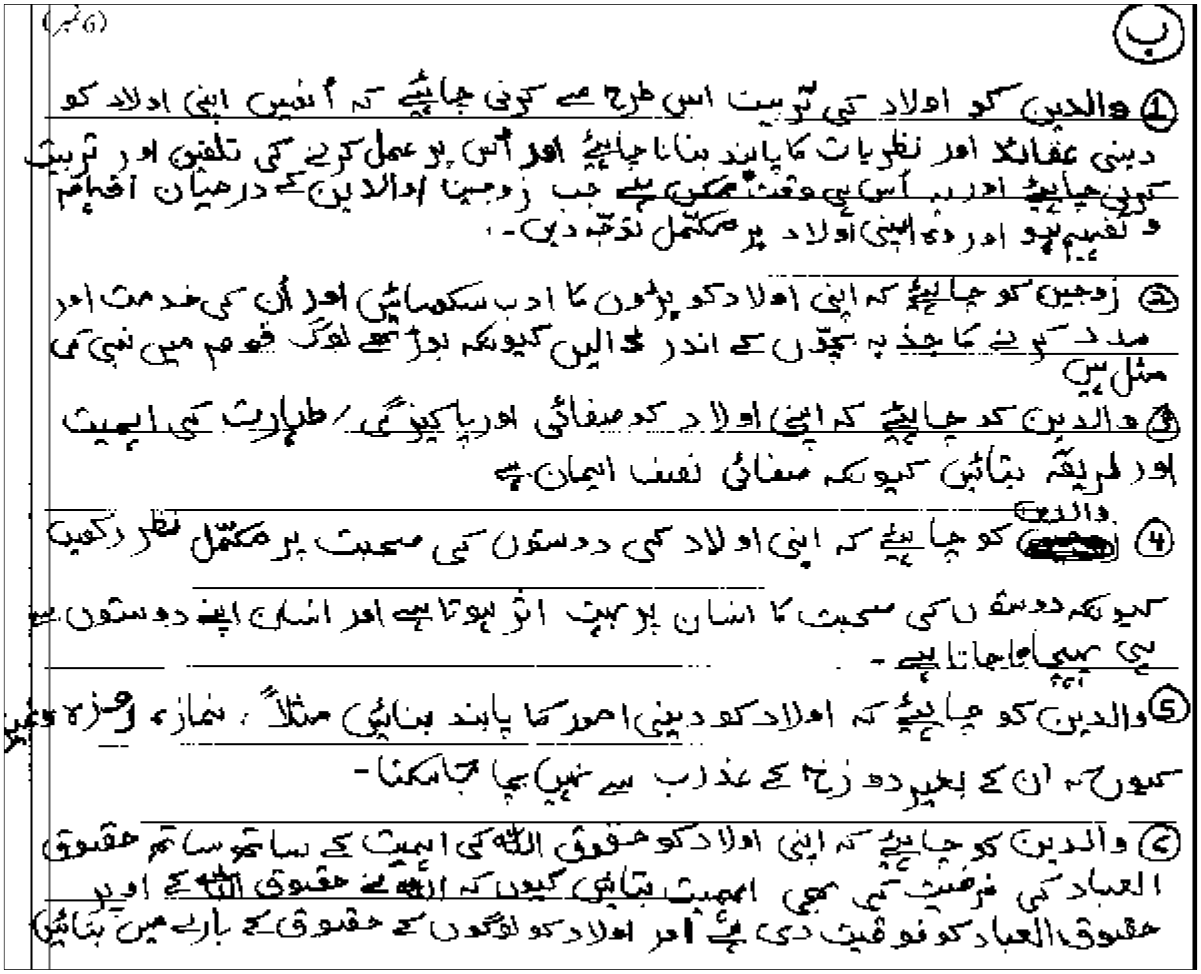

(نمبر 6)

ب

1. والدین کو اولاد کی تربیت اس طرح سے کرنی چاہیئے کہ انہیں اپنی اولاد کو دینی عقائد اور نظریات کا پابند بنانا چاہیئے اور اُس پر عمل کرنے کی تلقین اور تربیت کرنی چاہیئے اور یہ اُس ہی وقت ممکن ہے جب زوجین / والدین کے درمیان افہام و تفہیم ہو اور وہ اپنی اولاد پر مکمل توجہ دیں۔

2. زوجین کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو بڑوں کا ادب سکھائیں اور اُن کی خدمت اور مدد کرنے کا جذبہ بچوں کے اندر ڈالیں کیونکہ بڑے لوگ قوم میں نبی کی مثل ہیں

3. والدین کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو صفائی اور پاکیزگی / طہارت کی اہمیت اور طریقہ بتائیں کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے

4. والدین کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کی دوستوں کی صحبت پر مکمل نظر رکھیں کیونکہ دوستوں کی صحبت کا انسان پر بہت اثر ہوتا ہے اور انسان اپنے دوستوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔

5. والدین کو چاہیئے کہ اولاد کو دینی امور کا پابند بنائیں مثلاً، نماز، روزہ وغیرہ کیونکہ ان کے بغیر دوزخ کے عذاب سے نہیں بچا جا سکتا۔

6. والدین کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو حقوق اللہ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی فرضیت کی بھی اہمیت بتائیں کیونکہ اللہ نے حقوق اللہ کے اوپر حقوق العباد کو فوقیت دی ہے اور اولاد کو لوگوں کے حقوق کے بارے میں بتائیں

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے اس سوال کا درست جواب تحریر نہیں کیا۔ غیر متعلقہ نکات جملے تحریر کیے گئے۔ جو سوال سے بالکل بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ مثلاً تحریر کی کہ

- والدین اپنے بچوں کو دوزخ سے بچائیں۔
- ایک دوسرے کے لیے اچھے کام کریں۔
- پڑھنا لکھنا سکھائیں۔
- نماز نا پڑھنا اور برائی کی طرف راغب رہنا دراصل برائی ہے۔

ایسے اور اس طرح کے مختلف نکات سامنے آئے۔ جو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ طلبہ سوال کا درست جواب نہیں دے سکے۔

مثال: